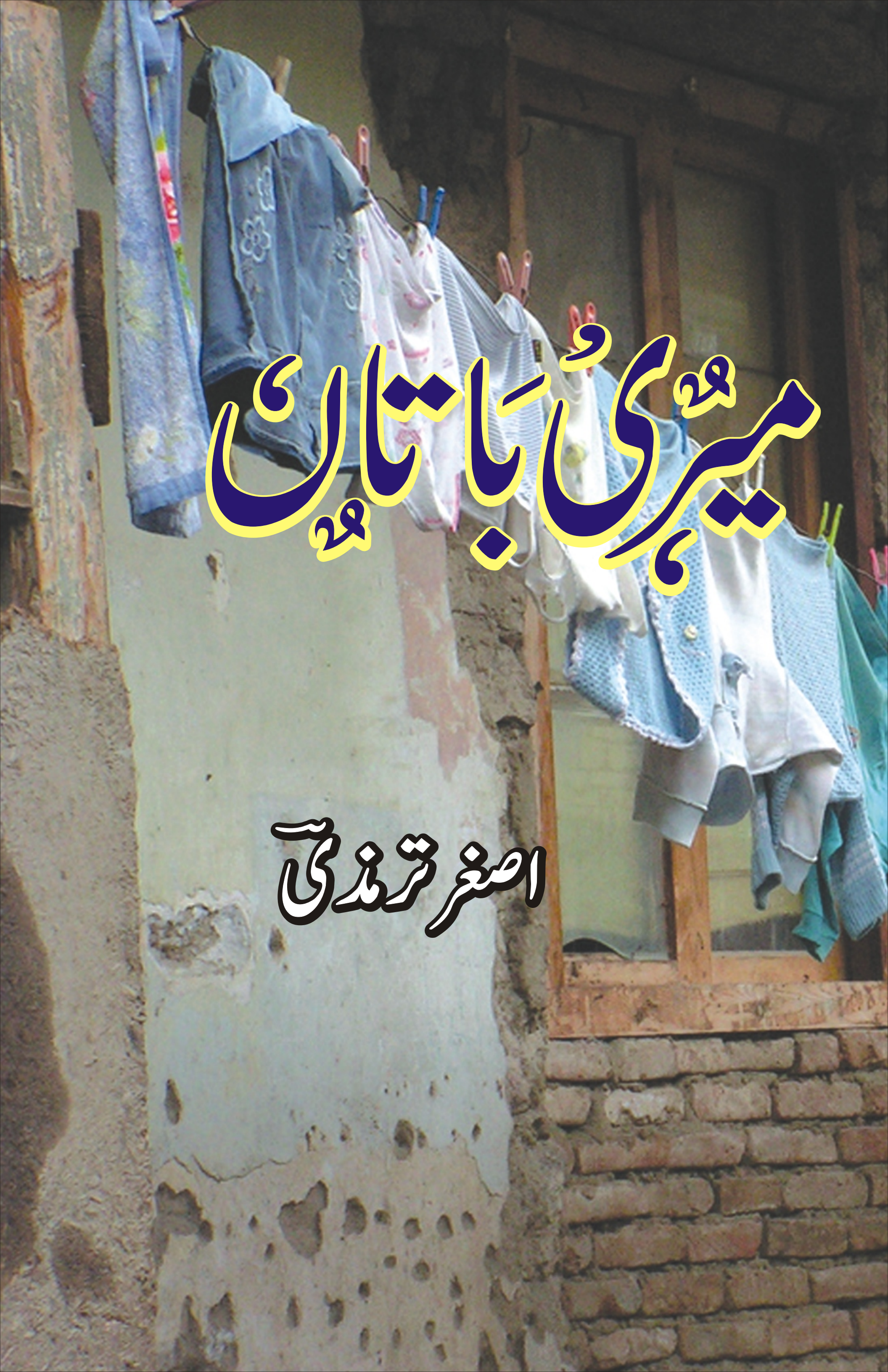
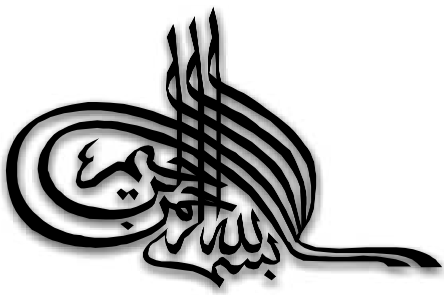

میڑی باتاں
اصغر ترمذی



آللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

مَرنے کے بعد جاری ہویا نوکری کا حکم
رکھ دَیو کپھَن پے اِس نے بی دِیدار کے لیے

میری باتاں

اصغر ترمذی

انتساب

اپنے اکلوتے بیٹے

ندیم اصغر ترمذی

کے نام

کتاب .... میری باتاں

مصنف .... اصغر ترمذیؔ

سن اشاعت .... مئی 2010ء

تعداد....................... پانچ سو

پریس .... راولپنڈی

کمپوزنگ .... محمد ندیم

قیمت...................... -/150



تعارف

نام .... سید اصغر مہدی

تخلص .... اصغر ترمذیؔ

سابقہ سکونت .... ٹھسکہ میراں جی (کرنال)

حال سکونت .... کبیر والا، ضلع خانیوال

تاریخ پیدائش 1934

آغاز شاعری 1954

فہرست

اظہار خیال پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالیؔ

ہریانوی زبان ایک بہت بڑے علاقہ کا وسیلہ اظہار رہی ہے اور اب بھی ہے۔ پاکستان میں بھی لاکھوں اشخاص اس زبان میں بولتے اور لکھتے پڑھتے ہیں۔ ایک اور بات کہنا بر محل ہو گا کہ جس طرح ہمارے پنجابی، سرائیکی، سندھی، بلوچی اور پشتو زبان بولنے والے افراد اپنی اپنی زبانوں میں ادب تخلیق کرنے کے ساتھ ساتھ اُردو زبان کو بھی اپنے ابلاغ و اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں اور نہایت وقیع و معتبر ادب تخلیق کرتے ہیں بالکل اسی طرح ہریانوی زبان کے افراد اُردو میں بھی ادب کو وجود بخشتے ہیں۔ اور یہ کسی دانشور ادیب اور شاعر کی نہایت لسانیاتی استعداد اور علمی ادبی صلاحیت و مہارت ہے کہ وہ ایک سے زائد زبانوں میں اظہار خیال کرے اور اس زبان میں جو اُس کی مادری زبان نہیں ہے زندہ رہنے والا ادب وجود میں لائے۔ جناب اصغر مہدی ترمذیؔ نے اُردو میں بھی اشعار کہے ہیں بلکہ ان کی ایک شعری تصنیف اُردو زبان میں شائع ہو کر اہل ذوق کے مطالعے میں آچکی ہے۔ اب انہوں نے ہریانوی زبان کی شاعری کو منصۂ شہود پر لانے کا ارادہ کیا ہے اور اپنے مسودے کے چند اجزا مجھے اس لیے بھیجے ہیں کہ میں مختصراً اظہار خیال کروں۔ اس مجموعے میں قلیل تعداد میں غزلیں ہیں۔ یہ زیادہ تر نظموں پر مشتمل ہے۔ نظموں کے متنوع عنوانات اور موضوعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مشاہدہ نہایت قوی ہے اور وہ معاشرے کے نازک سے نازک اور اہم سے اہم مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اس کے لیے وہ گھر کو بھی معاشرے کے ’’کل‘‘ کی ’’اکائی‘‘ سمجھتے ہیں۔ اس لیے گھریلو معاملات اور احوال اور امور کی

جزیئات پر بھی ان کی نظر ہے اور وہ وہاں کی باریک سے باریک باتوں کو بھی اپنے خیال کی گرفت میں لانے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کے یہاں جو بنیادی وصف مجھے سب سے پہلے نظر آیا وہ یہ کہ انہوں نے اپنی نظم و غزل کو پریشاں خیالی، رکیک جذبوں اور حسن و عشق کی فضولیات سے بلند رکھا ہے اور فرضی اور مصنوعی خیالات سے، نیز غیر حقیقی اور کھوکھلے افکار سے دامن بچایا ہے۔ اس کی بجائے انہوں نے اگر فرد پر بات کی ہے تو اصلاحی اور مقصدی انداز میں، اور اگر معاشرے کی اجتماعی کیفیات کو بیان کیا ہے تو تعمیری نقطہ نظر سے۔

اصغر مہدی کے یہاں تکلف پسندی، غیر ضروری احتیاط اور معذرت خواہانہ انداز نہیں ہے۔ ان کے جذبہ و خیال میں، ان کے لفظ و بیان میں اور ان کے لہجے میں بے باکی اور سچائی ہے اور کھری اور ''کھڑ تل'' بات کہنے کا رویہ غالب ہے۔ ان کے یہاں ڈانٹ ڈپٹ ہے لیکن اس ڈانٹ ڈپٹ سے ملائمت اور شفقت جھلکتی نظر آتی ہے۔ ان کی شعلہ بیانی شبنم میں لپٹی ہوئی اور ان کی کڑک دھمک ملائم بارشوں میں بھیگی ہوئی ہے۔ بقول حالی!

ان کے غصے میں ہے دل سوزی ملامت میں ہے پیار
مہربانی کرتے ہیں نہ مہربانوں کی طرح

ان کے چند نظموں کے عنوانات دیکھیے۔

مہارا چھوکرا۔ نوادر و گا۔ بیوی گیلو۔ سوٹ سلائی۔ نائی۔ نمبرداری۔ چرپائی۔ ایک قیدی جانور۔ پٹواری۔ بچے دوتے چار نہ کریو۔ گھر پھوک تماسا۔ رجائی وغیرہ۔

ان نظموں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اصغر مہدی ہر گھر اور پورے معاشرے کے داغ دھبے دور کرکے اسے حسین و جمیل بنانا چاہتے ہیں۔ وہ ہر برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں تاکہ نیکی جگمگائے اور معاشرے کے افکار و اعمال روشن ہوں۔ اصغر مہدی کے یہاں مزاح کی گدگدی بھی ہے، طنز کی چٹکی بھی اور کہیں کہیں کاٹ اور نشتر زنی کا رویہ بھی...... تاکہ معاشرتی جسم کا جو جز و گندا پھوڑا اور رستا ہوا ناسور بن چکا ہے اسے جراحی کے ذریعے کاٹ پھینکا جائے اور باقی جسم صحت مند رہے۔ اس رویے کے سبب اصغر مہدی جو بظاہر ایک ''ظالم جراح'' نظر آتے ہیں اصل میں بباطن، ایک ہمدرد، شفیق اور خیر خواہ ''مسیحا ہیں''۔

ہریانوی زبان سے آشنا لوگ اس شعری مجموعے سے کیف اندوز بھی ہوں گے اور مستفید بھی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہر نظم کے سامنے والے صفحے پر اس کا اُردو نثری ترجمہ بھی شامل کتاب کر دیا جائے تاکہ اس شاعری کی افادیت عام ہو سکے اور دوسری زبانوں کے افراد بھی اس سے لطف اٹھا سکیں اور استفادہ کر سکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالیؔ (ملتان)

2 اگست 2002ء

میری باتاں........ ایک اہم ثقافتی ورثہ

پروفیسر ڈاکٹر شوزب کاظمی (ملتان)

تخلیقی عمل میں تہذیبی ورثے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ فنونِ لطیفہ سے وابستہ جو لوگ اپنی ثقافتی اقدار کو منسیت سنبھال کر رکھتے ہیں۔ زمانے کی بدلتی ہوئی روش کے پسِ پردہ عوامل سے خوب واقف اور وقت کے نبض شناس ہوا کرتے ہیں۔ یہی واقفیت و آگہی ان کے ''ذوق نظر'' کی استواری میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور انہیں گہرے مشاہدے پر مبنی تخلیقی تجربے پر اکسائے رکھتی ہے۔

اصغر ترمذیؔ ان شعراء میں سے ہیں جنھوں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں کے سامنے کئی نسلوں کو پروان چڑھتے دیکھا اور ان لمحوں کا کرب پوری طرح محسوس کیا ہے جنھوں نے انسانی قدر و منزلت، غیرت وحمیت، جرأت و جانبازی کا منظر نامہ یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ ان لمحوں کی زد میں ان کی اپنی ذات بھی بارہا آئی ہے تاہم وہ ایک خاص وضع داری اور انا پسندی سے بسر کرتے چلے آئے ہیں اور ذاتی کرب کی ترجمانی میں بھی اجتماعی رنگ شامل کر کے انسانی دکھ درد تجرباتی سطح پر محسوس کر کے قلم اٹھاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اقدار کی شکست و ریخت انسان کی بے قدری، طبقاتی کشمکش، جدائی، ملاپ، امن، انار کی

جیسے اپنی شاعری کے موضوعات میں وہ ایک تہذیبی رچاؤ کو ساتھ لے کر چلتے ہیں جس سے ان کی شاعری میں ایک انفرادی شان پہلی قرات ہی میں اپنی نمایاں جھلک دکھاتی ہے اور قاری ان کے ہوش قلم سے نکلے ہوئے رنگوں اور خوشبوؤں کی جگہ اپنے دل میں پاتا ہے۔

ہریانوی شعری مجموعہ ''میری باتاں'' اصغر ترمذیؔ کی ژاف بین تخلیقی شخصیت کے ایک نئے زاویے سے اظہار کا دوسرا نام ہے جس میں انہوں نے اپنا حق گوئی سے مملو شعری مسلک اس طور نمایاں رکھا ہے کہ تہذیبی اور ثقافتی نقوش بھی یکجا ہوتے چلے گئے ہیں۔ مثلاً

☆☆☆

یاس کے گرداب تے کترا کے چل
موج طُوپھاں تے مگر ٹکرا کے چل

کُھد نویں راہیں کیا کر اِب تلاس
آس کی بیساکھیاں ٹُھکرا کے چل

☆☆☆

یاس چہراں کی رکم کر داستاں
حوصلے نیں جیر پا کرنے تے بچ

پیگام لے کے امن کا میدان ماں اُتر
پھر سر بُلند ہوتی ہوئی کائنات دیکھ

آپ چاہیں تو اپنی سہولت کے مطابق ''میری باتاں'' کی نظموں کو شگفتہ مزاج یا دوسرے لفظوں میں مزاحیہ شاعری کا نام دے لیں تاہم حقیقت یہ ہے کہ اصغر ترمذیؔ نے یہ سمجھانا چاہا ہے کہ دوسروں پر ہنس لینا یا تمسخر اڑانا کوئی کمال یا فخر کی بات نہیں ہے اصل کام اپنے گریبان میں جھانکنے، اپنی زوال آمادہ معاشرتی اقدار کو محاکمہ کرنے، اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر لینے کے بعد تعمیر کی شاہراہ پر گامزن ہونے کا ہے۔ خود پر ہنسنے کا حوصلہ اصغر ترمذیؔ نے ان ذاتی دکھوں سے کشید کیا ہے جو مصافِ زیست میں قدم قدم پر ان کے صبر کا امتحان لیتے رہے ہیں۔ اور الحمدللہ ان کے اندر کا بہادر انسان ہر امتحان سے کامیاب و کامران گزرا ہے۔ وہ اپنا یہ تجربہ تخلیقی عمل کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو منتقل کر دینا چاہتے ہیں۔ اور اس امر کے خواہاں ہیں کہ نظام کی تبدیلی میں ہر فرد اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ معاشرتی بگاڑ پر نعرہ زن ہونے کی بجائے ایک لمحے کو سوچے اور غور کرے کہ اس بگاڑ میں خود اس کا یا اس کے قریبی ماحول کا کتنا حصہ ہے اور اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ اصغر ترمذیؔ کی بعض نظموں میں یہ اشارے جابجا موجود ہیں۔

☆☆☆

گھر پُھوک تماسا مت کریو
اب جھگڑا جُھگڑا مت کریو

(گھر پھوک تماسا)

☆☆☆

کھاوند گیلو سکھتائی ماں بات کرے وا عورت نیں
اپنے سر کے تاج تے دو دو ہات کرے وا عورت نیں

(کھاوند گیلو)

☆☆☆

بے جا کدی سکار نہ کریو
تیج کدی تلوار نہ کریو

(بچے دو تے چار نہ کریو)

یوں تو "میری باتاں" میں بہت سی اصنافِ سخن میں تخلیقی اظہار ملتا ہے۔ تاہم غزل میں ہریانوی زبان کے ابلاغ و اظہار کا نیا اور مختلف رنگ ڈھنگ دیکھنے میں آتا ہے۔ اگرچہ یہ غزلیں کم ہیں تاہم اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ اگر اصغر ترمذیؔ اس میں مزید اضافہ کرتے رہے تو اس حوالے سے وہ بعض انفرادی زاویے نمایاں کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غزل نے اُردو میں ہی نہیں دوسری زبانوں میں بھی ایک مضبوط روایت قائم کی ہے اور بلحاظ ہیئت تجربات و مشاہدات کا بیان دو مصرعوں میں مکمل ہو کر خاص اثر پیدا کرتا ہے پھر یہ صنف اصغر ترمذیؔ کی اُردو شاعری میں بھی ان کے مزاج سے ہم آہنگ ثابت ہوئی ہے۔ اپنے اُردو مجموعہ کلام "ذوق نظر" میں غزلیات کی بڑی تعداد کی موجودگی صنفِ غزل سے ان کے تخلیقی مزاج کی مناسبت کی غماز ہے۔ "میری باتاں" کی غزلوں میں اصغر ترمذیؔ نے خانگی امور کی باریکیوں، افراد معاشرہ کی عادات، اور اجتماعی اطوار پر عمیق

نظر رکھ کر خلوص نیت سے اصلاح معاشرہ کے لیے پیغامات کو یکجا کیا ہے۔ اکثر غزلیات کی ردیف کسی نہ کسی پیغام پر منتج ہو کر ان کی مسفقانہ طبیعت کا اصل رنگ سامنے لاتی ہے۔ مثلاً

☆☆☆

تیں جہاں ماں حُسن کے پیکر نیو ہی توڑیا نہ کر
اور اُڑتی تتلیاں نوں دوڑ کے پکڑیا نہ کر

☆☆☆

اُس کی نجبر تے مَنّے بچاوے گا کس طروں
وا سامنے کھڑیا ہے لگا کے جو گھات دیکھ

☆☆☆

پیگام لے کے امن کا میدان ماں اُتر
پھر سر بُلند ہوتی ہوئی کائنات دیکھ

☆☆☆

کُھد نویں راہیں کیا کر اِب تلاس

☆☆☆

چٹ پٹے موسم کا سینا چاک کر
سَوکھ لمحوں کو کجا کرنے تے بچ

اصغر ترمذیؔ سرد و گرم زمانہ چشیدہ شاعر ہیں اسی لیے حیات کو کھلی آنکھوں سے دیکھ کر تخلیقی تجربہ بناتے ہیں اور اپنی آواز کو آنانیت سے ہمکنار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''میری باتاں'' میں وہ ہریانوی زبان و ادب کے اعلیٰ و ارفع عناصر کو ساتھ لے کر وہ نقوش استوار کر رہے ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔ یہ ان کا پہلا ہریانوی مجموعہ ہے اس لیے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے تاہم یہ امید کی جانی چاہیے کہ اس تعریف سے اپنے جذبے کی بڑھوتری کا کام لیں گے اور ہریانوی میں فنی ریاضت کا عمل اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک ان کے شعر کا ہر سنگ میل دوسروں کے لیے منزل راہ کی نوید نہ بن جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر **شوزب کاظمیؔ** (ملتان)

اظہار خیال بیدل حیدری

سید اصغر مہدی ترمذی اُردو زبان کے بزرگ شاعر اور صاحب دیوان ہونے کے ساتھ ہریانوی کے بھی قابل قدر شاعر ہیں۔ وہ اس لیے بھی کہ یہ زبان ان کی ماں بولی ہے لہٰذا انہوں نے اس زبان میں بھی گُلہائے شاعری کھلا کر اپنی ماں بولی سے محبت کا ثبوت فراہم کیا ہے جبکہ اپنی اپنی ماں بولی میں شاعری کرنے کی سعادت بہت کم شعراء کو میسر آئی ہے۔ میرے نزدیک سید اصغر مہدی ترمذی کی ہریانوی شاعری کسی بھی طرح ان کی اُردو شاعری سے کم نہیں ہے بلکہ انہوں نے تو جملہ شعراء کرام کو قومی زبان کے علاوہ خدمت علم و فن کے حوالے سے اپنی اپنی علاقائی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرنے کی راہ دکھائی ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی ہریانوی زبان کی شاعری کی یہ کتاب ان کی مقبولیت اور شہرت میں مزید اضافے کا سبب بنے گی۔

ڈاکٹر بیدل حیدری

کبیر والا۔ 17جون2002ء

اظہار خیال خادم رزمیؔ

محترمی سید اصغر ترمذیؔ کی اُردو شاعری کی کتاب ''ذوق نظر'' کے نام سے شائع ہو کر صاحب ذوق و نظر اور شعر و ادب کے قارئین سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ میری نظر میں سید اصغر ترمذیؔ بھیڑ چال شعراء میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی صرف واقعہ کو شعر میں ڈھالنے والے شاعر بلکہ وہی شاعر ہونے کی وجہ کسی بھی واقعہ کے رد عمل سے پیدا ہونے والی کیفیت کو شعر کا لباس دیتے ہیں اور یہی ان کی شاعری کی انفرادیت ہے۔

اب ''میری باتاں'' کے نام سے ان کی ماں بولی ہریانوی زبان میں شعری مجموعہ منظر عام پر آ رہا ہے۔ چونکہ ہر شاعر بالعموم اپنی شاعری میں اپنے جذبات کا اظہار مادری زبان میں کر سکتا ہے۔ ایسا دوسری زبان میں نہیں (اگرچہ یہ بات ہر شاعر پر صادق نہیں آتی)۔

''میری باتاں'' کی شاعری اگرچہ مزاحیہ انداز لیے ہوئے ہے مگر سید اصغر مہدیؔ نے مزاح مزاح میں اپنے معاشرے کی اصل جھلکیں اس خوبی سے دکھائی ہیں کہ جس سے نہ صرف ان کے مزاحیہ طور میں شعر کہنے کا معیار بلکہ اپنے اس ''وسیب'' جس میں ان کا بچپن اور جوانی گزری پر گہری تنقیدی نظر کا شعور بھی دکھائی دیتا ہے۔

خادم رزمیؔ

اظہار خیال سہیل عابدیؔ

سید اصغر ترمذیؔ اعلیٰ پائے کے سنجیدہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ہجویہ شاعری میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ہریانوی زبان میں ان کی شاعری اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اصغر ترمذیؔ نے یقیناً بہت خوبصورت انداز میں اپنے ورثہ کی حفاظت کے لیے اس کتاب کو شائع کر کے ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب پر انہیں صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی ملنا چاہیے تاکہ ہریانوی زبان سے تعلق رکھنے والے ایک وسیع طبقہ کی حوصلہ افزائی ہو سکے جو کہ آج تک نہیں ہوئی۔

سہیل عابدیؔ

دیباچہ

خداوند تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے۔

(ذوق نظر)

میری اُردو شاعری پر مشتمل پہلی کتاب جسے میری توقع سے کہیں زیادہ پذیرائی نصیب ہوئی۔ یہ سب میرے رب ذوالجلال کا مجھ پر خاص کرم اور احسان ہے اس کے بعد میں نے ہریانوی زبان میں شاعری کرنے کا ارادہ کیا اور کثیر تعداد میں نظمیں لکھیں۔ میرے بزرگوں نے ان نظموں کو سراہتے ہوئے مجھے اس بات کی تحریک دی کہ آپ ہریانوی زبان کو زندہ رکھنے کے لیے بھی ادبی حوالہ سے مضبوط کام کریں۔ یہ زبان ہمارے بزرگوں کا ورثہ ہے۔ جدت اور ترقی کے نام کا عنوان بنا کر نئی نسل مسلسل اس زبان کو فراموش کرتی جارہی ہے۔ حالانکہ اس زبان میں حقیقی اخلاص، محبت اور بے تکلفی دل و دماغ کو نہ فقط آلودہ سخن کرتی ہے بلکہ اداس اور مضطرب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔

(میری باتاں)

کتاب کا مسودہ تو عرصہ دراز سے تیار تھا مگر معاشی مسائل اس کی چھپائی کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے۔ یہ زبان میرے بزرگوں کی یادگار ہے اور میں نے اسے زندہ رکھنے کی ایک ہلکی سی کوشش اس کتاب کی شکل میں پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید ہی اس سے پہلے کوئی کتاب ہریانوی زبان کی شاعری میں شائع ہوئی ہو۔ جزوی تو کچھ لوگوں نے غزلیں، نظمیں یا چند شعر کہے ہوں گے مگر مکمل کتاب میرے علم میں نہیں ہے۔

اسے پڑھیے اور رائے دیجیے۔ مجھے انتظار رہے گا۔

سید اصغر ترمذیؔ

حمد باری تعالیٰ

نام اللہ کا جد دل ماں اُتاریا مَنے
قُلْ ھُو اللہ اَحَدْ کہہ کے پُکاریا مَنے

جد بھی گھبرا کے جمیں بوس ہویا تیرے لیے
سجدۂ سُکر ماں دیکھیا ہے ستارا مَنے

ڈوب جاندا نہ اگر مِلدا اِسارا تیرا
پالیا نیوں یوں سمندر کا کنارا مَنے

میرے رِستے ہوئے جکھموں کی دوا بھی تُو ہے
بار ہا جسم کے جکھماں نُوں شُماریا مَنے

جد بھی رو رو کے معافی کا طلب گار ہویا
دیکھیا اصغرؔ اُسی دوران نجارہ مَنے

بیوی گیلو

بیوی گیلو اُلٹی سُلٹی بات کرے وا کھاوند نیں
لڑ بھڑ کے پھر اُس کی اُلٹی کھاٹ کرے وا کھاوند نیں

سارا گھر کا کام کرے جو بچاں گیلو پیار کرے جو
گھر ماں آ کے پِھر اُس کی دو جات کرے وا کھاوند نیں

تھپڑ مارے مکے مارے جد مرجی وا جوتے مارے
مارن کی ہر ویلے جو حرکات کرے وا کھاوند نیں

جرا جرا سی بات بنا کے حیلے بھانے غصہ لیا کے
مار مار کے لال اُس کا جو گات کرے وا کھاوند نیں

اصغرؔ اُس نوں کھرچ نہ دیوے بات کرے تو کرن نہ دیوے
ایک بات کی لا۔ لا کے چھ سات کرے وا کھاوند نیں

سُوٹ سلائی

سُوٹ سلائی دو سو لے لی یارو بے رجگاری ماں
ہفتے کی مجدُوری ساری رکھی تھی الماری ماں

دھاگہ ریل بٹن کے پیسے بُکرم جیب لگن کے پیسے
دو دھیاڑی کے ساس کے پیسے بکری کے تھے گھاس کے پیسے

تیس رُپیئے گھر والی کے بھی تھے ایک پٹیاری ماں
سُوٹ سلائی دو سو لے لی یارو بے رجگاری ماں

گھر ماں رکھے چھاج کے پیسے کچھ تھے بھائی سراج کے پیسے
دس سیر گندم ناج کے پیسے چھوٹے بیٹے تاج کے پیسے

بے کھبری ماں اصغرؔ مہدی پھنس گیا آوا جاری ماں
سُوٹ سلائی دو سو لے لی یارو بے رجگاری ماں

نواں دروگا

سوچ سمجھ کے کام کرو اِب نواں دروگا آیا ہے
ڈیوٹی نوں اِب ڈیوٹی جانو نواں دروگا آیا ہے

چوری، ٹھگی، رسوت، جاری، سکھت سجا جرمانہ بھاری
کرتُوتاں کی کھول پٹیاری کر دے ہٹی بند شکاری

ہو جا اِب بھی توبہ تائب سوہنا موقعہ آیا ہے
سوچ سمجھ کے کام کرو اِب نواں دروگا آیا ہے

مہارے ووٹاں تے یو بن کے سارے ناجَم آئے ہیں
کئی پیچ ماں چنگے بندے کئی پڑے گھبرائے ہیں

تھوڑے سے عرصے ماں آ کے کام بڈا دِکھلایا ہے
سوچ سمجھ کے کام کرو اِب نواں دروگا آیا ہے

اِب تو بھائی ہر دفتر ماں کھدمتگاری پُوری ہے
کام مکمل ہوں گے سارے کوسس بالکل ہوری ہے

ڈیمک بن کے گلسن اصغرؔ لوکاں نے یو کھایا ہے
سوچ سمجھ کے کام کرو اِب نواں دروگا آیا ہے

بچے دو تے چار نہ کریو

دُنیا کا اعتبار نہ کریو
دُنیا گیلو پیار نہ کریو

بے کھبری ماں وار نہ کریو
سودا کدی اُدھار نہ کریو

دِل کے ٹوٹے چار نہ کریو
کسی تے جھُوٹا پیار نہ کریو

بے جا کدی سکار نہ کریو
تیج کدی تلوار نہ کریو

امن کا بند بجار نہ کریو
بچے دو تے چار نہ کریو
گھر والی نوں کھار نہ کریو

مھارا چھوکرا

کہہ ریا تھا چَونک ماں وا آج مھارا چھوکرا
پانچ وارڈ ماں ہرایا آج مھارا چھوکرا

رکم اَسّی جھار کی تھی جُلم تو یو ہو گیا
رَو رَیا تھا چونک ماں وا آج مھارا چھوکرا

بے ایمانی کی بی حد کر دی ہے اُس بے دید نے
ساری باتاں سُن ریا تھا آج مھارا چھوکرا

ہم سُنے تھے اُس کی بد گوئی ہمیسہ رات دن
مار کھا گیا دوستی ماں آج مھارا چھوکرا

چھوکرے کے مھارے ستّر ووٹ جایا کر دیئے
گِن ریا تھا لِسٹ ماں وا آج مھارا چھوکرا

پیسا پیسا گِن کے رکھ دے آج مھارا میج پے
لڑ پڑے گا ورنہ اصغؔر آج مھارا چھوکرا

ڈوہان اُٹھانا کے پھیدا

اپنے گھر ماں لڑ بِھڑ کے ڈوہان اُٹھانا کے پھیدا
لوگ کہیں گے اِس گھر ماں کوئی نہیں سیانا کے پھیدا

گھر کی چار دیواری باہر سور ترا کوئی سُن لے گا
اپنا مرن جگت کی ہانسی کھیل دِکھانا کے پھیدا

اپنے گھر تے پیار کرے گا گھر ماں تیں آرام کرے گا
بے چینی کا گھر کے اندر جال بچھانا کے پھیدا

باجی تن، من، دھن کی لا، گُلجار بنا دے دھرتی نے
اپنے آپ ہتھیلی اُوپر سرہُوں جمانا کے پھیدا

مِٹھے مِٹھے بول سُنایئے اپنے گھر نے کھُوب سجایئے
اصغرؔ "میری باتاں" سُن کے عمل کرے نہ کے پھیدا

ماں کا سُپنا

تین بجے کل رات مِری ماں سُپنے ماں سمجھاوے تھی
گھر کی میری بد نجمی نُوں بار بار جتلاوے تھی

اور کہے تھی کے ہو گیا تری اَکل پے پردہ کیوں پڑ گیا
گھر والاں نوں کیوں مارے تیں مَنے وا دھمکاوے تھی

اماں جی تری بات صحیح ہے سارے مانیں بات بنے
بگڑ گیا آوے کا آوا سُن کے ماں گھبراوے تھی

گھر کے اندر سور سرابہ لڑم لڑائی کے پھیدا
سِر نے نیچا کر کے میری ماں نِیر بہاوے تھی

رات ڈھلے گی تڑکا ہو گا دیکھنا اصغرؔ اِنشاءاللہ
پیار کرے تھی ماتھا چُومے سینے گیلو لاوے تھی

رجائی

چنگی مری رجائی ہے
دیسی رُوں بھروائی ہے

سات کلو تلوا کے لایا
پینجے پا پِنوا کے لایا

راجی میری لُگائی ہے
چنگی میری رجائی ہے

پنوائی کے بیس رُپیئے
ڈورے ڈالن تیس رُپیئے

ہائے یہ مہنگائی ہے
چنگی میری رجائی ہے

چاروں پاسے مگجی لائی
اُوپر اُس کے کری سلائی

کھالی جیب کرائی ہے
چنگی میری رجائی ہے

اُوپر لیوے نَوی رجائی
بوجھ لگے تو ہال دُوہائی

بولی پھر چرپائی ہے
چنگی میری رجائی ہے

پیسنگوئیاں

بابے کی تیں پیسنگوئیاں یاد کراندا رہ جاۓ گا
بُھوک کے مارے گھر کی چھت پے کاگ اُڑاندا رہ جاۓ گا

مہنگائی کا اثر پڑے گا اِتنا تیرے جُسّے پے
اُنگلی گیلو مُونچھاں اُوپر تیل لگاندا رہ جاۓ گا

کُھس جاگا تِرا آٹا دانا اِس گُربت کی مچھل ماں
مُنہ کی بُرکی چھن جاۓ گی تیں مُنہ نے ہلاندا رہ جاۓ گا

پیٹ کے اندر بُھوک کی آتس جد تینّے تڑپاوے گی
کُرتہ اُوپر ٹھا کے اپنا پیٹ دکھاندا رہ جا۔ گا

کل کے دن تیں دیکھے گا جَد لال اندھیری آوے گی
بے چینی کا موسم ہو گا من گھبراندا رہ جا۔ گا

جد تیرے کمجور جسم نے سارا عالم دیکھے گا
دُسمن اپنی طاقت کا لوہا منواندا رہ جا۔ گا

تِرے گھر کتنے بچے ہیں

تِرے گھر کتنے بچے ہیں اور اُن کی مائی کیسی ہے
نہ کھرچہ پُورا ہونے پہ وہ ہاتھا پائی کیسی ہے

تِرے گھر ماں لڑائی کس طروں انجام پاتی ہے
تِرے بچوں کی آپس ماں جباں پیمائی کیسی ہے

وہاں کھانے کی سب نُوں ہے اجاجت یا کہ پابندی
بچھونا کیسا ہے اُن پے، رَجائی اُن پے کیسی ہے

وہاں بچوں کی جو ہے صورتِ تعلیم...... بتلانا
وہاں آبا کی بچوں پے کرم پھرمائی کیسی ہے

مِری یہ بات گر دل ماں اُتر جاوے تو پھر اصغرؔ
کہ جس گھر ماں ہوں دو بچے وہاں مہنگائی کیسی ہے

کھاوند گیلو سکھتائی ماں

کھاوند گیلو سُکھتائی ماں بات کرے وا عورت نیں
اپنے سِر کے تاج تے دو دو ہات کرے وا عورت نیں

بات کرے گھر والا اُس کی کاٹ کرے وا عورت نیں
بندے آگے ناجائز حرکات کرے وا عورت نیں

چمٹے مارے ٹُکّے مارے کدی کدی وا جوتے مارے
ہفتے دس دن اندر یہ حالات کرے وا عورت نیں

کُھس ہو کے گھر کام کرے نا بچاں گیلو پیار کرے نا
اپنے گھر نوں بے پھیدا کھنڈرات کرے وا عورت نیں

گربت تنگی بےرَجگاری گھر کے اُوپر کرے سواری
مار کُٹائی بندے کی اَدھ رات کرے وا عورت نیں

اصغرؔ دَھارا سودا لیایا پھر بھی اُس نے سور مچایا
ہمسائے کے گھر جا کے سبرات کرے وا عورت نیں

کس نُوں اپنا حال سُناؤں

کس نُوں اپنا حال سُناؤں گُلسن کی ویرانی ماں
عُمر بیت گی دیس کے اندر گُربت کی ارزانی ماں

کب تک مولا گھر کے اندر بُھوک اندھیرا رہنا ہے
کب آوے گا میرا موسم سُورج کی چمکانی ماں

کد سُکھ چین کی بارس ہو گی کد سجا لہراوے گا
کب کُھسیاں کے دیپ جلیں گے میرے کھام مکانی ماں

کد لگ یوۂ بے دردی دُنیا باٹ بنا نیوں تولے گی
کد لگ مَنے پرچاوے گا اصغرؔ جُھوٹ بیانی ماں

سچی سچی میری باتاں غلطی کا امکان نہیں
ڈنڈی ماروں کم تولوں یوۂ اصغرؔ کا ایمان نہیں

ماں بولی میں شعری کرنا اصغرؔ بڑی شعوری ہے
لہجہ میرا ہریانہ ہے بُک میری کستوری ہے

تری جل جا نمبرداری

تِری جل جا نمبر داری کُرتی نہ لایا ٹول کی
تیں کے جانے انگریجی میں پڑھی ہوئی اسکول کی

تیں جھوٹے کر کے وعدے مِری طبیعت نُوں گھبرا دے
میں ساری باتاں جانوں بس تیرے ارج و طُول کی

میری کُرتی لیاییٔے کالی میں نہ ہوں بھولی بھالی
تیں اچھی طریوں جانے کہ پُوری ہوں میں بول کی

میری کُرتی اُوپر تارا میرا بالم بہت پیارا
نیوں لاگے من کے اندر کھسبُو چمبیلی پھُول کی

میرے گورے چٹے تن پے جد کالا سُوٹ پڑے گا
پھر ساری باتاں ہوں گی تیری اگلی پچھلی بھُول کی

مت غصہ کر میری پیاری تیری کر دیوں عید دوالی
یو اصغرؔ کُرتی لیایا ہٹی تے ہے مقبول کی

پٹواری

آیا گھر پٹواری ہے
جیب رَکم ماں بھاری ہے

درواجے کے اندر آ کے
شارے تے بیگم نے بُلا کے

کہے بڈی تیں پیاری ہے
آیا گھر پٹواری ہے

پوڈر سُرکھی لے کے آیا
آ کے اُس نے سور مچایا

کھول جرا الماری ہے
آیا گھر پٹواری ہے

گھر والی تیں اچھی ہے
بات کرے تیں سچی ہے

رنگت۔ گُل۔ آناری ہے
آیا گھر پٹواری ہے

لیاؤں گا کل بُوٹ تِرا
اچھا بڑھیا سوٹ تِرا

کسب مِرا سرکاری ہے
آیا گھر پٹواری ہے

ایک قیدی جانور

جانور اِک تھا بڑا ہی ہوسیار
دیکھتا تھا اُس نے ہر اک بار بار

صورتِ سیر ببر لگتا تھا وہ
دیکھ کے بندے مگر ڈرتا تھا وہ

بار بار اپنی وہ لہراتا تھا دُم
جانتا تھا ہو گا اِب جُلم و سِتم

سوٹیاں ڈنڈے اُسے دِکھنے لگے
لوگ سارے اُس کے ہی دھندے لگے

ناچنا بِن گُھنگرو اُس کا اُدھر
اُس سمے تھا ناچ اُس کا بے اثر

دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھتا
اور کبھی گھٹنے جمیں پے ٹیکتا

دیکھ کر اصغرؔ نُوں وہ کہنے لگیا
اے بجرگِ محترم مَنے بچا

آٹھ نبالگ

آٹھ نبالگ چار سیانے
چرپائی ماں بان پُرانے

اماں گِن گِن روٹی دیوے
سب نوں اِک اِک بوٹی دیوے

کھتم ہوئے ہیں گھر کے دانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

بیماری ماں دوا نہ دارُو
رہوج بجے ہے گھر ماں مارُو

دو ہیں اندھے دو ہیں کانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

پیٹ کے بدّل کریں لڑائی
اِک دُوجے کی کھُوب پٹائی

کے ہو گا اِب اللہ جانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

دن ماں دیکھیں سارے تارے
رات نُوں اُٹھ اُٹھ بھاگیں سارے

آیا نہ کوئی دل پرچانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

سوندے سوندے رُکّے ماریں
کھالی پیٹ پے مُکّے ماریں

بُھوک لگے تو روویں یانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

کد بھائی تیری آنکھ کُھلے گی
کب تک تیری رات ڈھلے گی

آیا اصغرؑ یاد کرانے
آٹھ نبالگ چار سیانے

بھائی میری بات نہ پُوچھے

بھائی میری بات نہ پوچھے کے گُجری ہے میرے گیل
عرس پھرس کی چکی اندر کے گُجری ہے میرے گیل

اُلجھ گیا مِرا تانا بانا مُسکل ہو گیا اِب سُلجھانا
پیٹ کے بدّل اس دنیا ماں کے گُجری ہے میرے گیل

ملتی نہ مجدُوری کوئی روٹی کی پرسانی ہے
تیس رُپیئے پیاج و ٹماٹر کے گُجری ہے میرے گیل

تھارے بچے لال گھلولے مھارے بچے کھاویں ڈولے
رنگ برنگی اِس دنیا ماں کے گُجری ہے میرے گیل

رو رو ساری عمر گنوائی پھر بھی اصغرؔ مت نہ آئی
دنیا پار سمندر کر گی کے گُجری ہے میرے گیل

چرپائی

چھ سر سُوت ماں یارو مَنے بھروائی تھی چرپائی
بھروائی تھی اپنے کھاتر کبجا کر گئی بھرجائی

کہے تھی اپنی ہور بھرالے شہر تے چھ سر سُوت منگا لے
کہے تھی مَنّے مائی ڈیئرَ! بات صحیح ہے پھرمائی
چھ سر سُوت ماں یارو مَنّے بھروائی تھی چرپائی

کھاٹ کے اُوپر دری بچھا کے طبیعت گیلو کھُوب سجا کے
پنچیس کی اِک چادر اُس کی بیس رُپیئے رنگوائی
چھ سر سُوت ماں یارو مَنّے بھروائی تھی چرپائی

سوہنی سُتھری پینڈی پائی کر کے اُس کی کھُوب کِھنچائی
بہڑے ماں تے اندر لیائی ہاتھ تے اپنے سرکائی
چھ سر سُوت ماں یارو مَنّے بھروائی تھی چرپائی

نائی

تیس رُپیئے لیوے نائی سِر جھامت کروائی کے
دس کا نوٹ کڑکدا لیوے داڑھی مُونچھ کٹائی کے

سجے، کھبے گردن موڑے ہاتھ ماں لے کے کان مروڑے
نیچے اُوپر جھٹکے دیوے بال صحیح کروائی کے
تیس رُپیئے لیوے نائی سِر جھامت کروائی کے

سِر پے تھوڑا تیل لگا کے تھوڑا تھوڑا ہاتھ پھرا کے
کے لیوے گا اللہ جانے اس مالِس کروائی کے
تیس رُپیئے لیوے نائی سِر جھامت کروائی کے

منہ پہ بڑھیا پوڈر لا کے جینٹل مین بنایا
بول اِب کے دیوے گا بابُو اچھی سکل بنائی کے
تیس رُپیئے لیوے نائی سِر جھامت کروائی کے

مھارا چھوکرا

سادی کروا کے جو آیا آج مھارا چھوکرا
تین پُھٹ کی میم لیایا آج مھارا چھوکرا

جیب تے سو سو کی بارس کر ریا تھا صحن ماں
تھا نسے کی کیفیت ماں آج مھارا چھوکرا

چھوکرا انڈر مڈل تھا اور بیگم میٹرک
کمتری ماں آریا تھا آج مھارا چھوکرا

انڈر مڈل کی بات سُن۔ بیگم نے غصہ آ گیا
جکھم دل پے کھا ریا تھا آج مھارا چھوکرا

گھورتی نجروں تے اُس نے دیکھ رہی تھی بار بار
منہ پے پگھر لیا ریا تھا آج مھارا چھوکرا

چھوکرا یو دیکھ کے معاپھی کی حد ماں آ گیا
توبہ تائب ہو ریا تھا آج مھارا چھوکرا

دیکھ کے اصغرؔ نُوں پھر کچھ حوصلہ سا ہو گیا
بے وجہ گھبرا ریا تھا آج مھارا چھوکرا

تھارے پاس

اس دُنیا ماں اے جردارو ساری دُنیا تھارے پاس
آئے جر، دھن، مال اور جو بھی ساری دُنیا تھارے پاس

بکرا گائے بیل مجھولی نیچے تیرے اُڑن کھٹولی
طرح طرح کی لاوے بولی ساری دُنیا تھارے پاس

اُونٹ بِدکتے گھوڑے ہاتھی آپس ماں سب ساری ساتھی
بیٹھیں اُوپر مار پلاتھی ساری دُنیا تھارے پاس

سونا چاندی محل تنبولے تُو بھی بولے وہ بھی بولے
بیس مُربے بولے دھرتی ساری دُنیا تھارے پاس

من کا تیتر، تیتر بیتر کوئل بولے اِس کے بھیتر
کیسے کھیلوں آنکھ مچولی ساری دُنیا تھارے پاس

رات نُوں اصغرؔ منجا کوئی نیں دن ماں میرا دھندا کوئی نیں
مھاری راہ ماں تنگی تُرسی ساری دُنیا تھارے پاس

عید

اِب کے کھالص مجا آیا اِس عید پے
ہم نے رَج رَج کے کھایا ہے اِس عید پے

بچہ بچہ کُھسی ماں چھکنے لگیا
گیت پھجلُو نے گایا ہے اِس عید پے

جیب تے جھار کا نوٹ کھسکا لیا
رگڑا بیگم نے لایا ہے اِس عید پے

رُوپ بچاں کی ماں کا بی تھا دیدنی
جسن ہم نے منایا ہے اِس عید پے

گھر پھُوک تماسا

گھر پھُوک تماسا مت کریو
اِب جھگڑا جھُگڑا مت کریو

ہم رُوکھی سُوکھی کھائیں گے
پھر اِس پر جسن منائیں گے

آ۔ عمل درآمد جھٹ کریو
گھر پھُوک تماسا مت کریو

مِرے گھر ماں ہیں کچھ مستانے
کچھ مستانے کچھ دیوانے

یوٗ بات نہ عام جگت کریوٗ
گھر پھُوک تماسا مت کریوٗ

یہ گھر اپنا آباد رہے
اور اِس پر ہر اِک ساد رہے

جو بگڑے اُس کی گت کریو
گھر پھُوک تماسا مت کریو

جو چرچا ہے یو پھاکوں کا
دراصل ہے کام یو آکوں کا

یو دل پے بات لِکھت کریو
گھر پھُوک تماسا مت کریو

اِک چھت ہو گی اِک گھر ہو گا
جُز مولاؔ کس کا ڈر ہو گا

تعمیر اصغرؔ جھٹ پٹ کریو
گھر پھُوک تماسا مت کریو

سہرا

سہر ملتان تے سرپُھو کا منگایا سہرا
سو رُپیئے ماں حرم گیٹ تے لیایا سہرا

سہرا کے تھا کہ مچی دُھوم تھی گھر ماں یارو
اور تو اور کہ جنات نے گایا سہرا

سہرے کی لڑیاں جو پیڈُو پے لٹکتی دیکھیں
دادا ابا کو یو کیا کھُوب سُہایا سہرا

آ کے بیٹے نے کہا میری اِجاجت کے بگیر
سات پوتوں نے کیوں ابا کو لگایا سہرا

پھر تو پھجلُو نے کہا کھتم کرو سہرے کو
اپنے سرپُھو کو نہیں راس یو آیا سہرا

بولا کرمُوں کہ بہت ٹھیک ہے ان کا کہنا
کسی سر پے نہ بندھے ایسا خدایا سہرا

بول سہرے کے سُنا دو ہمیں لوگوں نے کہا
باعثِ سرم تھا پر۔ پھر بھی سُنایا سہرا

بیگم مستانہ

رُوٹھی ہے اُس کی بیگم مستانہ آج کل
کرتی ہے بات بات پہ جُرمانہ آج کل

انداجِ گپھتگو بی ہے کچھ اور ہو گیا
کرتی بی ہے کلام وہ جربانہ آج کل

لے کے وا سو کا نوٹ بی کہنے لگی اُسے
کیا آپ جانتے نہیں سَرمانہ آج کل

کہتی ہے سب نے آوے ہے تیں ایک دو بجے
سایدِ کسی تے ہو گیا یارانہ آج کل

کیسے مناوے اپنی وہ بیگم نے دوستو
پلّے نہیں ہے دینے کو نجرانہ آج کل

مت دُوسروں کے سامنے اصغرؔ یو بات کر
اچھا ہے اپنی زن ہی سے ڈر جانا آج کل

سہر بُکھاری

روسن روسن چاند ستارے سہر کبیر بُکھاری ماں
پیارے پیارے پھُول نیارے سہر کبیر بُکھاری ماں

کھُسبوؤں کے چھیل چھبیلے سہر کبیر بُکھاری ماں
پیار بھری نجروں کے میلے سہر کبیر بُکھاری ماں

ساعر اور ادیب لکھاری سہر کبیر بُکھاری ماں
کئی مقرر اور صحاپھی سہر کبیر بُکھاری ماں

نیوں رسمِ تحکیک چلی ہے سہر کبیر بُکھاری ماں
علم کا چرچہ گلی گلی ہے سہر کبیر بُکھاری ماں

پیار کا پرچم نِیوں لہرائے سہر کبیر بُکھاری ماں
اصغرؔ گیت اَمن کے گائے سہر کبیر بُکھاری ماں

پیاراوطن

یوِ پیارا پیارا میرا وطن
یوِ سب تے نیارا میرا وطن

میرے سہر ماں چالی ساعر ہیں
تعداد صحاپھی اِک درجن
یوِ پیارا پیارا میرا وطن

ادبی کھدمات جو مھاری ہیں
دن رات وہی تو جاری ہیں

اس بات نے جانے سارا زمن
یو پیارا پیارا میرا وطن

میرا سہر کبیر بُکھاری ہے
یہاں پھیچ کا چسمہ جاری ہے

کُربان ہے اس پے سب تن من
یو پیارا پیارا میرا وطن

لاری اڈا

یہ میرا لاری اڈا ہے
جگہ جگہ پے کھڑا ہے
یہ میرا لاری اڈا ہے

بس پہنچی تو ہاکر آیا
آ کے اُس نے سور مچایا

پاوے چنگا پھڈا ہے
یہ میرا لاری اڈا ہے

اڈے پے یوِ لاوے پھیرے
جو بی آوے اُس نے گھیرے

کھوے رنگ برنگا ڈبہ ہے
یوِ میرا لاری اڈا ہے

ہاتھ تے میرا بیگ جھٹک کے
بولیا میرا ہاتھ پکڑ کے

یوِ جاوے گجر کھڈا ہے
یوِ میرا لاری اڈا ہے

دو شعر

جھوٹ تے۔ میلوں دُور رہا ہوں
سچ پے جان بِھدائی ہے

جد تے اصغرؔ ہوس ماں آیا
من ماں کھوپھ خُدائی ہے

دو شعر

عُریاں یو جو بچوں کے بدن دیکھ رہیا ہوں
اَپھلاس کے کانٹے کی چُبھن دیکھ رہیا ہوں

ہے اِک تو میرا سامنا مہنگائی تے اصغرؔ
پھر رِجک کا رستہ بی کٹھن دیکھ رہیا ہوں

تین شعر

پارٹی باجی نے اِب تیں چھوڑ دے
انجُمن ساجی نے اِب تیں توڑ دے

وَکت ہے کچھ کام کرنا چاہیے
نیوں جمانے ماں پنپنا چاہیے

چاہیئے تنّے کھیالِ جِندگی
کسب ہو تیرا مثالِ جِندگی

دو شعر

کل پھجلُو نے سادی ماں سب لوکاں نُوں بلوایا
آٹھ جھار کا پھوجی باجہ نویں طرح بجوایا

ایم۔اے لڑکی تنخواہ والی دیکھ کے پھجلُو لیایا
لالچ ماں اِب اصغرؔ ہم نے بندہ بندہ پایا

ارجی

بیس رُپیئے لیوے مُنسی اِک ارجی لکھوائی کے
بندھے۔ لیر۔ ماں پیسے دیکھے مَنّے بُڈھی مائی کے

عرصہ ہو گیا بے گھر ہوں میں۔ اور کہے میں بیوہ ہوں
غُربت۔ تنگی۔ بیماری ماں نام خدا کی لیوا ہوں

ساری باتاں جو لکھواؤں صحیح صحیح لکھ ارجی ماں
آگے میری کسمت ہو گی۔ جو اپھسر کی مرجی ماں

غزل

میں آج بھی سپھر ماں ہوں منجل کی آس ماں
میں جل ریا ہوں آج بھی صحرا کی پیاس ماں

اِک میں ہوں جو نہ دے سکیا عہدِ وچھا اُسے
اُس کی ہر ایک بات تھی عُریاں لباس ماں

اس ریسمی لباس تے نَپھرت سی ہو گئی
اب تو لباس ڈھونڈتا ہوں میں کپاس ماں

بدلے ہوئے ہیں آج ہی تیور ہوا کے پھر
ڈُوبا ہوا ہے آج چمن ہی قیاس ماں

کیونکر میرے نصیب ماں اصغرؔ ہوں قہقہے
ڈُوبی ہوئی ہے یار کی تصویر یاس ماں

غزل

مُحبّت کا گلت اِجہار مت کر
کسی نے نیُوں جلیل و کھار مت کر

تِرا جاہر تِرا باطِن الگ ہے
تیں پھسلِ نحس نے سرسار مت کر

نہیں اس مَرج کا کوئی مسیحا
تیں کُھد نے عسق کا بیمار مت کر

جہاں نپھرت کی بارس ہو رہی ہو
تیں ایسے سہر کا دِیدار مت کر

جمانہ جاگ اُٹھیا ہے اِب تو اصغرؔ
تیں سُپنوں ماں سمندر پار مت کر

دو شعر

ایک ڈھب تے کھیت سارا اُس کا گھوڑا کھا گیا
دیکھ کانونگو کی باتاں یَو ہمیں لَٹوا گیا

پیسوائی ماں بَڈے افسر کی تڑکی آ لیے
ہو گیا منسوکھ دورہ پھر کوئی پھرما گیا

غزل

تیں جہاں ماں حُسن کے پیکر نیوہی توڑیا نہ کر
اور اُڑدی تتلیاں نُوں دوڑ کے پکڑیا نہ کر

ورنہ بِھتّرت پے تِری چھا جاوے گی پھر برہمی
بے کلی ماں تیں گُل و لالہ کدی مَسلیا نہ کر

اَرج ہے پھورن کوئی تردید کی صُورت نکال
اِلتوا ماں اپنا کوئی پھیسلہ رکھیا نہ کر

کُھل نہ جاویں پھر تِرے سارے بھرم کے سلسلے
مجھ پے جد دیوانگی طاری ہو تو چھیڑیا نہ کر

کچھ نہ کچھ تو پارسائی مَنّے بی حصے ماں دے
آ گناہوں نے برابر بانڈ لیں جھگڑا نہ کر

تیں بُری سوچوں کی مت کر آبیاری سہر ماں
یو تِری مرجی کسی کے ساتھ تیں اچھا نہ کر

یو بہا لے جاوے گا اصغرؔ تمہارے گَم سبھی
اَسک کا دریا مُکرر آنکھ ماں روکیا نہ کر

غزل

یاس کے گرداب تے کترا کے چل
موجِ طُوپھاں تے مگر ٹکرا کے چل

ہے طویل اِتنا کہ تھک جاوے گا تُو
کھاہسوں کا راستہ ستا کے چل

کُھد نویں راہیں کیا کر اِب تلاس
آس کی بیساکھیاں ٹھکرا کے چل

مُپھلسی ماں اِس طرح پلکیں سنوار
آنسوؤں کا پیرہن پہنا کے چل

اے کِھجاں ساکھوں تے مت پتے اُڑا
پاس تے میرے ہوا ٹھہرا کے چل

کھیلنا اصغرؔ نہیں ججبوں کے ساتھ
ہم سفر نے بھی یَوِ ہی سمجھا کے چل

غزل

کد لگ کُھلے گی آنکھ گُجرتی ہے رات دیکھ
کد لیاوے گا وہاں تے، تُو آبِ حیات دیکھ

دریا پہاڑ دست کی مجھ سے نہ پُوچھ تُو
اپنی مُساپھرت ماں جمانے کا ہاتھ دیکھ

اُس کی نجر تے مَنّے بچاوے گا کِس طرحوں
وا سامنے کھڑیا ہے لگا کے جو گھات دیکھ

اِک آگ سی لگی ہے مِرے سارے جسم ماں
مُجھ پے گُجر رہی ہے جو وہ واردات دیکھ

پیگام لے کے اَمن کا میدان ماں اُتر
پھر سر بُلند ہوتی ہوئی کائنات دیکھ

اصغرؔ کُھسی کے دِیپ جلیں گے جہاں ماں پھر
پھر آوے گی بہار ہر اِک پات پات دیکھ

غزل

آنکھ ماں اَسک کا ریلہ ہو گا
جد وا مکتل ماں اکیلا ہو گا

میرے ملبُوس پے دھبے ہیں اگر
پیرہن اُس کا بی میلا ہو گا

جد، تے بستی ماں ہے جُھوٹوں کا ہجوم
کوئی ہم سا بی نہ تنہا ہو گا

روک مت مَنّے سپھر کرنے دے
وا مِری راہ ماں بیٹھیا ہو گا

جس طرحوں ڈول ریا ہے اصغرؔ
کسی میکھانے تے پلٹیا ہو گا

غزل

پھر سِتم آراستہ کرنے تے پچ
پیار کی تیں اِبتدا کرنے تے پچ

یاسِ چہروں کی رَکم کر داستان
حوصلے نے جیر پا کرنے تے پچ

اور رکھ پیِس نجَر تابانیاں
جُلمتوں کی اِنتہا کرنے تے پچ

چٹ پٹے موسم کا سینہ چاک کر
سَوکھ لمحوں کو کَجا کرنے تے بچ

کربلائی طرح نے کر مُستہر
ہر فجا نے کربلا کرنے تے بچ

ورنہ ہوں گے اور بھی گھائل جگر
اچھا ہے اصغرؔ جفا کرنے تے بچ

غزل

نقس دُھندلا سا جو ہے گردِ سپھر کے پیچھے
چل رہا ہے کوئی اُمیدِ گوہر کے پیچھے

ایک ہی سمت سے اُٹھیا ہے دھواں بستی کا
ایک سایہ ہے جو ہے اہلِ نجر کے پیچھے

اور رہتا ہے ستارہ بھی میرا گردِس ماں
اِک بگولہ سا سدا رہتا ہے گھر کے پیچھے

اُس کی دستارِ پھبیلت ہے مکرم ہم نے
ہاتھ اُس کا ہے اگر فتح و جبھر کے پیچھے

اب نہیں آئے گا اصغرؔ وا تری بستی ماں
چل پڑیا ہے وا اگر دولت و جرَ کے پیچھے

غزل

دُسمن بی مہرباں نجر آوے تو کے کرُوں
سونپے جو مَنّے دُھوپ بی سائے تو کے کرُوں

میں روسنی نہ کاست کرُوں تو میرا کسُور
وہ تیرگی کی پھسل اُگاوے تو کے کرُوں

مَنّے تو کھونِ دِل بی چمن تے پلا دیا
پھر بی اگر بہار نہ آوے تو کے کرُوں

حاجر ہوں میں تو دیدۂ پُرنم لیے ہوئے
دِل کُھد ہی گھر نے آگ لگاوے تو کے کرُوں

اے سامِ اِنتجار مِری رہنمائی کر
وہ صبح تک بی ملنے نہ آوے تو کے کرُوں

اصغرؔ وا دُھوپ سکھس جو واکف نہیں میرا
تاریک سب ماں مَنّے جگاوے تو کے کرُوں

غزل

وکت دے وعدہ نبھا ساعت بتا
پردہ پوسی کب تلک مُدّت بتا

تیں سُلگدی رات کا کِسّا نہ چھیڑ
دن گُجر جاوے کوئی صُورت بتا

کس نے توڑے گلستاں تے پھُول ہیں
کس نے توڑی ساکھ پہ آپھت بتا

کہہ سکے نہ سر گُجست اپنی کوئی
اِب کوئی بے جان سی مُورت بتا

مُجطرب ناموسِ آدم جن کے ہاں
بنتِ ہَوّا کی انہیں اجمت بتا

میری کِسمت ماں ہے صحراؤں کی دُھول
تیں گُل و لالہ کی کچھ بابت بتا

بے وپھائی کا اُٹھائے بار میں
ہوں کھریدارِ وپھا کیمت بتا

کچھ تو ہو اِکھلاس کا اصغرؔ صِلہ
کتنی ہو گی پیار کی اُجرت بتا



اصغر کون اے

اصغر مہدی جلع کرنال کے اک گاؤں ٹھسکہ میراں جی ماں ترمذی سادات کے اک گھرانہ ماں پیدا ہوئے۔ ٹھسکہ راجپوت مسلماناں کا اک بڈا گاؤں تھا۔ اصغر کے والد محمد شفیع، دادا محمد حسین اور پڑدادا نور محمد قصبہ کے قاجی تھے اور بڈی اجت والے تھے۔ اک ھجار سال پہلے اصغر کے بجرگ جو حسین اصغر بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ کی اولاد تھے ترمذ تے آ کے سیانہ سیداں ماں آباد ہوئے۔ پاکستان بنن تے اک صدی پہلے اصغر کے اک بجرگ سیانہ سیداں نوں کھیر باد کہہ کے ٹھسکہ ماں آبسے۔ اس تے پہلے اصغر کے بجرگاں ماں تے اک نامور صوپھی بجرگ میراں بھیک عرف بھیکا کا روحانی اثر ٹھسکہ اور اس کے چار چپھیرے گاؤاں ماں پھیل گیا تھا اور واں کے رہن والے ان کے مرید بن گئے تھے۔ میراں بھیک کا عارپھانہ کلام اور دوھڑے پورے ہندوستان ماں بوت مسھور تھے۔

اصغر کے نانا عطا حسین بی کھوب سعر کویں تھے۔ اناں نے اپنے ہاتھ تے اپنا پورا دیوان لکھیا وا تھا۔ اناں نے سیانہ سیداں کے بجرگاں کے بارے ماں بی بوت سعر لکھے۔ عطا کھود اور ان کا سارا کلام ھندوستان کے بٹوارے کی نجر ہو گئے۔

اصغر نے چار جماتاں ٹھسکہ سکول تے پاس کیں۔ پھیر ان کے والد نے اناں نوں اسماعیل آباد لوئر مڈل سکول (انگلش میڈیم) ماں داکھل کرا دیا۔ جد پاکستان بنیا وا چھٹی کلاس ماں پڑھیں تھے۔ پاکستان آ کے اناں نے ساھڈورا مسلم ہائی سکول جھنگ تے مڈل تک پڑھیا۔ اصغر ماں سعر و ساعری کا رجحان بچپن تے تھا پر اناں نے باقاعدہ سعر کہنے جوانی ماں قدم دھرنے کے بعد سروع کئے۔

کبیر والہ کی عدالتاں ماں اسٹامپ پھروسی کر دے کر دے اصغر نے اک عمر گجار دی۔ اصغر نے اپنا ہاتھ ہمیسہ کھلا رکھیا۔ پیسہ کدی ان کے ہاتھ ماں نہ ٹھیریا اور ان کی جندگی کا جیادہ حصہ گربت ماں گجریا۔ اِب بڑھاپے ماں بی ان کا یو ای حال اے۔ انی حالات کا عکس ان کے سعراں ماں بی پوری طروں جاہر اے۔

ہریانوی جبان ھندوستان کی قدیم جباناں ماں سامل اے۔ اس ماں اصغر کی ”میری باتاں“ بڈی بات اے کیوں جو اس جبان ماں لوک گیت اور قصے تو بوت ایں پر سعر و ادب نہ ھون کے برابر ایں۔

سید قمر عباس ترمذی

26 اپریل 2010ء